

رسائل و مسائل

پردہ کے متعلق چند عملی سوالات

سوال :- آپ کی کتاب ”پردہ“ کے مطالعہ کے بعد میں نے اور میری اہلیہ نے چند ہفتوں سے عائلی زندگی کو قوانین الہیہ کے مطابق بنانے کی سعی شروع کر رکھی ہے۔ مگر ہمارے اس جدید رویہ کی وجہ سے پورا خاندان بالخصوص ہمارے والدین سخت برہم ہیں اور پردہ کو شرعی حدود و ضوابط کے ساتھ اختیار کرنے پر برا فروختہ ہیں۔ خیال ہوتا ہے کہ کہیں ہم ہی بعض مسائل میں غلطی پر نہ ہوں، پس تسلی کے لئے سب ذیل امور کی وضاحت چاہتے ہیں۔

(۱) سورہ احزاب کی یہ آیت کہ ”عورتوں پر کچھ گناہ نہیں کہ وہ اپنے باپوں کے سامنے پردہ نہ کریں اور نہ اپنے بیٹوں کے سامنے..... الخ“ اس سے یہ بات صاف ظاہر ہو گئی کہ آیت میں جن اعزہ کا ذکر ہے ان کے سوا عورتوں کا کسی دوسرے کے سامنے کسی بھی شکل اور حالت میں آنا (الابہ اشہ مجبوری) صریحاً گناہ ہے۔ اس معاملہ میں غیر محرم رشتہ دار اور غیر محرم اجانب بالکل برابر ہیں۔ کیا میرا یہ خیال صحیح ہے؟

(۲) کیا غیر محرم اعزہ (مثلاً چچا زاد بھائی یا خالو جب خالہ زندہ ہوں) کے سامنے ہونا جائز ہے؟ اگر

جائز ہے تو کن مواقع کے لئے اور کن طریقوں کے ساتھ جائز ہے؟

(۳) اگر کسی غیر محرم رشتہ دار کے ساتھ ایک ہی مکان میں مجبوراً رہنا ہو یا کوئی غیر محرم عزیز بطور بہانہ آ رہے

تو ایسی حالت میں پردہ کس طرح کیا جاسکے گا؟ اسی طرح کسی قریبی عزیز کے ہاں جاتے پر اگر زنانے سے بلاوا

آئے تو کیا سورت اختیار کی جائے؟

(۴) اگر گھروں میں جوان ملازم کام کاج کے لئے آئیں جائیں تو سن رسیدہ عورتوں کے لئے تو جو وضاحت

ہے وہ مجھے معلوم ہے مگر جوان عورتیں کیا صرف یہ کہہ کر ان کے سامنے پردہ ہو سکتی ہیں کہ ہماری نیت پاک ہے؟

(۵) اگر خدا و رسول کے احکام کے تحت پردہ اختیار کرنے میں کسی کی والدہ آحائل ہو تو اس کے حکم کو رد

کیا جاسکتا ہے یا نہیں، جبکہ اس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔

(۶) کیا عورتوں کو مردوں اور عورتوں کے مشترکہ جلسوں میں نقاب اوڑھ کر تقریر کرنی جائز ہے؟ حدیث

کی رو سے تو عورتوں کی آواز کا غیر محرم مردوں تک پہنچنا پسندیدہ نہیں معلوم ہوتا :-

(۷) کیا عورتیں لیڈی ڈاکٹر یا نرس یا معلمہ بن سکتی ہیں؟ جیسا کہ مسٹر جناح نے قوم کو اپیل کرتے ہوئے

کہا ہے کہ ہماری عورتیں ان سب کاموں میں حصہ لے کر گذشتہ نقصانات اور پسماندگی کی تلافی کریں۔ اسلامی

نقطہ نظر سے عورتیں کیا ان مشاغل کو انتیار کر سکتی ہیں اور آیا انہیں پردہ میں رہ کر ہی انجام دینا ہو گا یا ضرورت

پردہ سے باہر بھی آ سکتی ہیں؟

(۸) کیا عورتیں چہرہ کھول کر یا نقاب کے ساتھ جہاد میں شرکت کر سکتی ہیں؟

جواب :- (۱) آپ نے قرآن مجید کے اصل الفاظ پر غور نہیں کیا۔ وہ آیت جس کا حوالہ آپ دے رہے ہیں

سورۃ احزاب میں نہیں ہے بلکہ سورۃ نور میں ہے اور اس میں الفاظ ہیں کہ ”وَلَا يَبْغِيْنَ زَيْنَتَهُنَّ اِلَّا.....“

یعنی یہ جز ان لوگوں کے اور کسی کے سامنے اپنی زینت کا اظہار نہ کریں دوسرے لفظوں میں بناؤ، سنگھاراہ آرائش

کے ساتھ دوسرے لوگوں کے سامنے نہ آئیں۔ دوسری طرف گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں یہ ہدایت دی گئی کہ

”مِنْ زِينَتِهِنَّ مِنْ جَلَابِیْہِمْ“..... یعنی اپنی چادروں کو اپنے اوپر گھونگھٹ کے طور پر لٹکالیا

کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بالکل اجنبی لوگوں کے سامنے تو چہرہ کھولنا بھی درست نہیں ہے، مگر اعزہ واقربا تو

ان میں سے جن لوگوں کا ذکر سورۃ نور والی آیت میں کیا گیا ہے صرف ان کے سامنے عورت پوری آزادی سے اپنی

زینت کے ساتھ آسکتی ہے باقی دوسرے اعزہ واقربا کے سامنے زینت کے ساتھ آنا جائز نہیں۔

(۲) سامنے ہونے کے دو مطلب ہیں۔ ایک مطلب تو یہ ہے کہ اُس طرح کی آزادی اور بناؤ سنگھار کے سا

سامنے ہونا جیسے باپ بھائی وغیرہ کے سامنے ہوا جاتا ہے، اور بے تکلف بیٹھ کر بات چیت کرنا، ہنسنا، بولنا، حتیٰ کہ

تنہائی تک میں ساتھ رہنا۔ یہ چیز غیر محرم مردوں کے ساتھ جائز نہیں۔ دوسرا مطلب اس کا یہ ہے کہ عورت اپنی زینت

کو چادر وغیرہ سے چھپا کر، نیز سر کو ڈھانک کر صرف چہرے اور ہاتھ کو کسی کے سامنے ظاہر کرے، اور وہ بھی ظاہر کرتے

کی غرض سے نہیں بلکہ ان ناگزیر ضرورتوں کی بنا پر ظاہر کرے جو مشترک خاندانی معاشرت میں پیش آتی ہیں، مگر آزادی کے

ساتھ بیٹھ کر خلا ملا نہ کرے، خلوت میں بھی ان کے ساتھ نہ رہے، اور صرف اس حد تک سامنے ہو کہ مثلاً ان کے سامنے سے گزر جائے یا کوئی ضروری بات ہو تو پوچھ لے یا بتا دے۔ اس حد تک غیر محرم اعزہ کے سامنے ہونے کی شرعاً اجازت ہے یا کم از کم ممانعت نہیں ہے۔ بہر حال بچا زاد بھائیوں اور خالہ زاد بھائیوں کے ساتھ جو ہنسی مذاق اور انتہائی بے تکلفی آج مسلمانوں کے گھروں میں رائج ہے اور جس طرح مسلمان لڑکیاں اس قسم کے عزیزوں کے سامنے بنی ٹھنی رہتی ہیں، شریعت اسلامیہ میں ان بے اعتدالیوں کے لئے کوئی وجہ جواز نہیں ہے۔

(۳) ایسے حالات میں اگر شریعت کی پابندی کا ارادہ دونوں طرف موجود ہو تو صحیح راہ عمل یہ ہے کہ جب کوئی غیر محرم عزیز گھر میں آئے تو شرعی قاعدہ کے مطابق استینان کرے (استینان تو غیر محرم کیا، محرم مردوں کو بھی کرنا چاہیئے حتیٰ کہ بیٹوں اور بھائیوں کو بھی کم از کم گھر میں داخل ہونے سے پہلے کھنکار دینا چاہیئے یا کوئی ایسی آواز کر دینا چاہیئے کہ کوئی مرد گھر میں آ رہا ہے)۔ پھر جب ایسی آواز آئے تو عورت کو چاہیئے کہ کوئی چیز اوڑھ کر اپنی زینت کو چھپالے اور دریاپنارخ بدل لے یا پیٹھ موڑ لے۔ اگر بالکل ناگزیر ہو تو چہرہ اور ہاتھ غیر محرم عزیز کے سامنے ظاہر ہونے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اسی طرح بضرورت سلاگی کے ساتھ بات کر لینے میں بھی کوئی ہرج نہیں۔ البتہ خلا ملا اور بے تکلفی اور ہنسی مذاق بالکل ناجائز ہے۔

(۴) ملازموں کے معاملہ میں میری تحقیق یہ ہے کہ جن ملازموں کے متعلق صاحب خانہ کی رائے یہ ہو کہ وہ ”عینہ ادنیٰ الامر مبتدا“ کی تعریف میں آتے ہیں (یعنی اپنے آقا کے گھر کی عورتوں کے متعلق کوئی برا خیال ان کے دل میں آنے کی توقع نہیں ہے) گویا ان کو گھر میں آنے جاتے اور کام کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے، لیکن جن ملازموں کے متعلق صاحب خانہ کی یہ رائے نہ ہو، ان کا گھروں میں آنا جانا جائز نہیں ہے۔ بہر حال اس معاملہ میں گھر کے قوام کا اجتہاد معتبر ہے، بشرطیکہ وہ شریعت کی پابندی کا ارادہ رکھتا ہو، نہ کہ حدود شریعت کو بے پروائی کے ساتھ ٹالنے والا ہو۔

(۵) ماں کے پاؤں کے نیچے جنت بے شک ہے، لیکن حکم صرف اسی ماں کا مانا جاسکتا ہے جو جنتیوں کے سے کام کرے، یعنی خدا و رسول کے احکام کے آگے جھکنے والی ہو اور اپنے نفس یا خاندانی رواجوں پر شریعت کو قربان کر دینے والی نہ ہو۔ لیکن جو ماں اس کے برعکس صفات رکھتی ہو تو اس کی خدمت تو کی جاتی رہے گی، مگر غیر شرعی

امور میں اس کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔ شریعت کی پابندی سے آزاد ہو کر اور اپنے نفس یا برادری کی شریعت کو خدا کی شریعت پر ترجیح دے کر تو اس نے اپنا قدم خود جہنم کی طرف ڈال دیا، پھر آخر اس کے پاؤں کے نیچے جنت کیسے ہو سکتی ہے!

(۶) بعض حالات میں یہ چیز جائز ہے کہ عورت پردے کی پوری پابندی کے ساتھ مردوں کو خطاب کرے، لیکن بالعموم یہ جائز نہیں ہے۔ اس امر کا فیصلہ کرنا کہ کن حالات میں یہ چیز جائز ہے اور کن میں جائز نہیں، صرف ایسے شخص یا اشخاص کا کام ہے جو مواقع اور حالات کو شرعی نقطہ نظر سے سمجھنے کی اہلیت بھی رکھتے ہوں اور شریعت کے منشا کے مطابق زندگی بسر کرنے کی نیت بھی ان میں پائی جاتی ہو۔

(۷) جناح صاحب کا حوالہ دے کر آپ نے جو سوال کیا ہے اس کا مختصر جواب تو یہ ہے کہ اگر اسلامی تہذیب اُسی چیز کا نام ہے جس کی پیروی جناح صاحب خود اور ان کے اتباع میں مسلمان آج کل کر رہے ہیں تو پھر اسلامی تہذیب اور یورپین تہذیب میں کوئی فرق نہیں ہے۔ پھر تو مسلمانوں کو وہ سب کچھ کرنا چاہیے جو آج یورپ میں ہو رہا ہے۔ لیکن اگر اسلامی تہذیب اُس تہذیب کا نام ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی تھی تو آج کل کے میڈیکل کالجوں اور نرسنگ کی تربیت گاہوں اور ہسپتالوں میں مسلمان لڑکیوں کو بھیجنے سے لاکھ درجہ بہتر یہ ہے کہ ان کے قبروں میں دفن کر دیا جائے۔ رائج الوقت گریجویٹ کالجوں میں جا کر تعلیم حاصل کرنے اور پھر معاملات بننے کا معاملہ بھی اس سے کچھ بہت مختلف نہیں ہے۔ البتہ اگر نظام تعلیم و تربیت ہمارے اپنے ہاتھ میں ہو اور ہم اپنے طریقہ پر لڑکیوں کو تیار کر کے ان سے تمدن کے ضروری کاموں کی خدمت لینے پر قادر ہوں تو یقیناً ہم اس کا انتظام کریں گے کہ اسلامی حدود کی پابندی کرتے ہوئے لڑکیوں کو فن طب، سرجری، قابلہ گری، نرسنگ اور تربیت اطفال کی تعلیم دیں اور ان کو دوسرے علوم و فنون کی اعلیٰ تعلیم و تربیت دے کر معاملات بھی بنائیں اور ان سے تمدن کی دوسری مختلف ضروری خدمات بھی ایسے طریقوں پر لیں جو اسلامی تہذیب کے مطابق ہوں۔

(۸) جنگ کے موقع پر تیمارداری، مرہم پٹی، مجاہدوں کا کھانا پکانا، اسلحہ اور رسد رسانی، پیغام رسانی وغیرہ کی خدمات انجام دینا عورتوں کے لئے جائز ہے۔ پردے کے احکام سے قبل بھی یہ خدمات عورتیں انجام دیتی تھیں اور ان احکام کے آنے کے بعد بھی دیتی رہیں اور آج بھی دے سکتی ہیں۔ لیکن یہ جواز اس شرط